اے میرے مجروح تبسم، خشک لبوں پر آتا جا		پھولوں کی بستی بود ہے کیا، تو کھلتا جا مرجھاتا جا
میرے چپ رہنے کی عادت جس کیلئے بدنام ہوئی		اب وہ حکایت عام ہوئی ہے پڑھتا جا شرماتا جا

پڑھتا جا، شرماتا جا

قوم کی عدالت میں ایک استغاثہ

مستغیث : حافظ عبدالرشید، حال مقیم اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

شائع کردہ: اسلامک اکیڈمی

19- چارلٹن ٹیریس آف اپر بروک سٹریٹ، مانچسٹر

19 CHORLTON TERRACE OFF
UPPER BROOK STREET, MANCHESTER-U.K.

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
۱۸پ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ النور ع

بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ فحش باتیں پھیلیں ایمان والوں کے بارے میں
اُن کے لیے یہاں اور وہاں دردناک عذاب ہے

تفسیر

مسائل میں اختلاف رکھنے والوں کے بارے میں

بریلویوں کی شریفانہ زبان

المسمیٰ بہ

پڑھتا جا، شرماتا جا

قوم کی عدالت میں ایک استغاثہ

مستغیث: حافظ عبدالرشید، حال مقیم اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

ملنے کے پتے

مکتبہ عزیزیہ ۱۳ ۔ اردو بازار ــــــــ لاہور

حافظ نور محمد ۱۹ ۔ سلطان پورہ روڈ ــــــــ لاہور

تعمیری کتب خانہ اردو بازار ــــــــ راولپنڈی

کتب خانہ مظہری جی ۱۲ ناظم آباد ــــــــ کراچی

مکتبہ رشیدیہ ۔ جامعہ رشیدیہ ــــــــ ساہیوال

امجد اکیڈمی اردو بازار ــــــــ لاہور

سعودی عرب

مکتبہ امدادیہ باب العمرہ مکۃ مکرمہ ــــــــ سعودی عرب

ہندوستان

ادارہ اشاعت دینیات نظام الدین ــــــــ دھلی

عارف کمپنی دیوبند ضلع سہارنپور ــــــــ یو ۔ پی

انگلستان

اسلامک اکیڈمی ۱۹ ۔ چارٹن ٹیرلیس آف اپربروک سٹریٹ مانچسٹر

۱۵ ۔ وڈسٹاک روڈ بالسل ہیتھ برمنگھم ــــــــ یو کے

فہرست مضامین

عنوانات | صفحہ

عنوانات صفحہ

پیش لفظ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ءاللہ خیر اما یشرکون اما بعد

حضور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی چار علامتیں ہیں:- بات کرنے میں جھوٹ بولے۔ عہد کرے تو بے وفائی کرے۔ وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور اختلاف ہو جائے تو بدزبانی پر اتر آئے [1]

بریلویوں نے علماء دیوبند اور ان کے اکابر سے کئی مسائل میں اختلاف کیا۔ اختلاف علماء میں ہوتے آئے ہیں اس وقت ان کا شکوہ نہیں ان اختلافات میں۔ مولانا احمد رضا خاں اور ان کی جماعت نے جو زبان استعمال کی ہے وہ علماء حق اور علماء سو کے مابین حد فاصل ہے ہر شریف آدمی اسے دیکھ کر کانپ اٹھا اور جو جو اس بریلوی لٹریچر کو دیکھتا گیا شرماتا گیا۔ کسی نے دوسرے کو نہ بتایا کہ اس پر کیا گزری۔ ان باتوں سے مولانا احمد رضا خاں کا نام لوگوں میں گالی ہو کر رہ گیا ہے دیکھئے ماہنامہ المیزان بمبئی احمد رضا نمبر میں ہے:

آج کا سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرنے سے جھجکتا ہے عام طور پر امام احمد رضا خاں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کفر المسلمین تھے۔ بریلی میں انہوں نے کفر سازمشین نصب کر رکھی تھی [2] بریلویوں کی بدزبانی دیہات اور ان پڑھ حلقوں تک محدود رہتی تو اس کا نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی۔ جیسا پیر ویسے مرید، دونوں اپنی بہار پر نازاں رہتے۔ بریلویت اور جہالت تقریباً ہم معنی

---

[1] صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۵۶ ۔ [2] ماہنامہ المیزان بمبئی احمد رضا نمبر ص ۲۹

ہو کر رہ گئے ہیں۔ بریلوی جماعت کے جناب مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں :۔

علمی حلقوں میں اب تک (مولانا احمد رضا خاں کا) صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا جدید تعلیمیافتہ طبقہ تو بڑی حد تک بالکل نابلد ہے چنانچہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل (پڑھے لکھے صاحب) نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے۔ [1]

یہ لوگ اسی مایہ جہالت اور سرمایہ حیا کو لے کر انگلستان پہنچے اور یہاں بھی انہوں نے وہی مولانا احمد رضا خاں والی زبان استعمال کی تو ہم نے ضرورت محسوس کی کہ اب قوم کی عدالت میں استغاثہ دائر کریں کہ ان اخلاق اور اس زبان کے لوگ کیا کسی مذہبی حلقے کے پیشوا بننے کے اہل ہیں ؟ اس کیس سے یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ آج کا سنجیدہ انسان بریلویت کی طرف رُخ کرتے کیوں جھجکتا ہے ؟

ہم ان فحش تحریروں کو کبھی سامنے نہ لاتے نہ یہ کوئی قابل مطالعہ لٹریچر تھا مگر یہ بات بجا ہے کہ برائی کی بات کو مظلوم سامنے لاسکتا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے :

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم و کان اللہ سمیعاً علیماً [2]

ترجمہ : اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا مگر مظلوم کر سکتا ہے اور اللہ ہے سننے والا جاننے والا

اختلاف اختلاف کے درجے تک رہے تو اس سے برائی نہیں پھیلتی، علماء میں اختلاف ہوتے آئے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں لیکن اختلاف میں اگر امانت و دیانت اور صدق و شرافت کے سب تقاضے چھوڑ دیئے جائیں اور سارا اختلاف محض الزام اور بدگمانی پر رہ جائے تو انسانیت سر پیٹ کر رہ جائے گی یہ اخلاق باختگی کا وہ شرمناک مظاہرہ ہے کہ مسلمان دوسرے

---

[1] فاضل بریلوی اور ترک موالات ص۵ شائع کردہ مجلس رضا [2] پ۶ النساء ع ۲۱

مسلمان کا گلا کاٹنے کو نیکی سمجھے گا۔ اور اسے گالی دینا اس کے خیال میں نشان اسلام اور بزرگوں کی محبت قرار پاتے گا۔

آج ہم اس قیادت کے خلاف استغاثہ دائر کر رہے ہیں جس کا انداز سخن شریفانہ نہیں انتہائی بازاری ہے جس کا راس المال قوم کی جہالت اور سرمایہ حیات اپنے سوا باقی سب کی تکفیر ہے اس مہم میں اس طبقے کے پاس علم و استدلال کی کیا پونجی ہے۔ اس کا اندازہ قارئین اس زبان سے لگائیں جو یہ لوگ اپنے مخالفین کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق فرمایا کہ منافق کی ایک خصلت یہ ہے کہ جھگڑے کے وقت گالیوں پر اُتر آئے۔ مومن کبھی گالی دینے والا نہیں ہوتا۔ انسان کی صداقت کا پتہ اس کی ایسی سیرت سے ہی ملتا ہے۔

رسالہ زیر نظر میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے حلقہ عقیدت کا اخلاقی جائزہ لیا گیا ہے۔ اور کوشش کی گئی ہے کہ مولانا احمد رضا اور ان کے پیروؤں کو اسی شیشہ میں اتارا جائے جس سے ان کے خدوخال صحیح طور پر سب کو نظر آ سکیں پڑھنے والا پڑھتا جائے اور اس قوم پر آنسو بہاتا جائے جن کا مقدر ان رہنماؤں سے مکدر ہو چکا ہو۔ پڑھتا جائے شرماتا جائے کہ سوا ہم ان کے زخموں پر کیا مرہم رکھ سکتے ہیں۔ ان الفاظ سے ہم قوم کی عدالت میں یہ استغاثہ دائر کر رہے ہیں اور داد خواہی کی پوری اُمید رکھتے ہیں۔

المستغیث، حافظ عبدالرشید
حال مقیم اسلامک اکیڈمی مانچسٹر
انگلستان

۲۰ دسمبر ۱۹۷۶ء

پڑھتا جا شرماتا جا

الحمد لله الذی حبّب الیٰ المومنین الایمان وزیّنه فی قلوبهم وکرّه الیهم الکفر والفسوق والعصیان وجعلهم من الراشدین والصلوٰة والسلام علی من بعث لیتمم مکارم الاخلاق فی الانفس والآفاق فقال سباب المسلم فسوق وقتاله کفر اللهم جنّبنا منهما واجعلنا من الراشدین اما بعد

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت غم سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

مولانا احمد رضا خاں نے حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ پر جو الزامات لگائے تھے انہیں مولانا احمد رضا کا ضمیر بھی جانتا تھا تبھی تو وہ کہتے تھے:

علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی ثواب ہے وھو الجواب وبه یُفتیٰ وعلیه الفتویٰ وھو المذھب وعلیه الاعتماد [1]

بایں ہمہ مولانا احمد رضا خاں عمر بھر حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ پر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی گستاخی اور بے ادبی کے سخت الزامات لگاتے رہے اور غلط الزام تراشی کے نتیجہ میں یہاں تک آگے نکل گئے کہ پھر انہیں نہ خدا کی پروا رہی نہ اپنے ہی مقام کا احساس رہا۔ شرافت انسانی ایسی چھنی کہ انتہائی بدزبانی اور سفلہ کلامی پر اتر آئے بایں ہمہ کہتے رہے کہ علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں۔

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے سادہ زبان میں کہیں کہہ دیا کہ خدا جب چاہے کسی بات کو معلوم

---

[1] سبحٰن السبوح ص۹۰

کرے ۔ بس پھر کیا تھا مولانا احمد رضا خاں حرکت میں آ گئے ۔ اعتراض جایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا علم اس کے اختیار میں ہے مولانا شہیدؒ کی مراد یہ نہ تھی کہ اللہ کی مشیت اور اس کے علم میں وقت کا کوئی فاصلہ ہے جن حضرات کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کی کوئی صفت دوسری صفت سے مغلوب نہیں ہوتی اس کا علم اس کی صفات ذات میں سے ہے اور اس کی صفات اس کی ذات کا جز بھی نہیں وہ یہ عقیدہ کیسے رکھ سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو جاننے کی مشیت اور اسے اس کے فلاں جان لینے میں وقت کا کوئی فاصلہ ہے۔ تعبیر میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن کہنے والے کی مُراد کو سمجھنا اور اس کی دوسری تحریروں کو بھی ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے قرآن کریم جیسی محکم کتاب میں بھی کچھ آیات متشابہات ہیں جنہیں عقیدے کی اساس نہیں ٹھہرایا جاتا ۔ مخالفین اسلام ان سے مسلمانوں پر الزام قائم کرتے رہے ہیں اور علماءِ اسلام ہمیشہ ان کا جواب دیتے آئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے جان لینے کے بارے میں قرآن مجید میں موجود ہے :

وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول
ممن ینقلب علیٰ عقبیه [1]

ترجمہ :(از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی) اور وہ قبلہ ہم نے ٹھہرایا جس پر تو تھا نہیں مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا اُلٹے پاؤں ۔

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثله وتلک الایام
نداولها بین الناس ولیعلم الله الذین آمنوا ویتخذ منکم شهداء [2]

ترجمہ (از شاہ عبدالقادر) اگر تم نے زخم پایا ہے تو وہ لوگ بھی پاچکے

---

[1] پارہ ۲ سورۃ البقرہ ع ۱۷ [2] پ ۴ آل عمران ع ۱۴

ہیں زخم ایساہی۔ اور یہ دن بدلتے لاتے ہیں ہم لوگوں میں اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے بعض تم میں شہید اور ابھی معلوم نہیں کئے اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں۔

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی تعبیر کو اس انداز میں سمجھنے کی بجائے مولانا احمد رضا خاں نے ان پر غلط عقیدے کا الزام بڑی صفائی سے قائم کر لیا۔ اسے بھی مولانا احمد رضا خاں کی کم فہمی ضد بازی یا انگریز حکومت کی رضا جوئی پر محمول کیا جا سکتا تھا۔ اور اس سے درگزر ہو سکتی تھی۔ مسلمانوں پر غیروں کے اشاروں پر حملے اب تک ہوتے آئے ہیں۔ لیکن مولانا احمد رضا خاں نے حضرت مولانا شہیدؒ پر اس عقیدے کو لازم کرتے ہوئے اس کے لوازمات جس غیر شریفانہ زبان میں ذکر کئے ہیں وہ ہرگز ہرگز لائق معافی نہیں ان ناپاک الفاظ سے ہر شریف انسان کانپ اٹھتا ہے۔ اور شرافت کی روح بری طرح مضطرب ہوتی ہے۔

مولانا احمد رضا اس ضد اور الزام تراشی میں یہاں تک آگے نکل گئے کہ آپ نے اس سلسلہ میں ذات باری تعالیٰ کا بھی لحاظ نہ کیا اس ذات کبریا کا بھی ادب انہیں اس زبان کے استعمال کرنے سے مانع نہ آیا اور آپ نے خدا کے خوف اور انسانی شرافت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے بارے میں وہ الفاظ استعمال کئے کہ الامان! الحفیظ!!

فحش الزامات کا تکرار اور افعال قبیحہ کا ذکر بار بار مولوی احمد رضا خاں کی اعتقادی حالت اور اخلاقی شرافت کا پتہ دیتے ہیں۔ نقل کفر نباشد آپ مولانا اسمٰعیل محدث دہلویؒ پر الزام عائد کرتے ہوئے لکھتے:

اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے ایسے کو حس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتیٰ کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا۔ تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا[1]۔ عورتوں سے جماع کرنا، لواطت

---

[1] ٹانگیں اوپر سر نیچے کر کے نٹ کا کرتب دکھانا (علمی اردو لغت صفحہ ۱۱۴۲)

جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا SODOMY حتیٰ کہ مخنث EUNUCH کی طرح خود مفعول (OBJECT) بننا۔ کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں۔ وہ کھانے کا منہ۔ بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی علامتیں (آلہ تناسل اور شرم گاہ) بالفعل IN PRACTICE رکھتا ہے۔ صمد نہیں جو فدار کھگل ہے سبوح وقدس نہیں خنثیٰ مشکل ہے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے۔ ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر، بندوق مار کر خود کشی بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہے بلکہ ماں باپ سے ہی پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا اور سمٹتا ہے [1]

مولانا احمد رضا خاں نے ان الزامات اور ناپاک الفاظ کو العطایا النبویہ (نبی کی عطائیں) کہہ کر انسانی شرافت کے زخموں پر اور نمک پاشی کی ہے مولوی احمد رضا خاں "قبائح پر قدرت" کے عنوان سے بھی اس پر بحث کر سکتے تھے لیکن ایک ایک بات کو کھولنا اور مزے لے کر بات کو بڑھاتے چلے جانا ان کے قلبی ذوق کا پتہ دیتے ہیں

مولانا احمد رضا کا بچپن سے ذوق

پانچ برس کی عمر تھی والدہ نے لمبا کرتا پہنا رکھا تھا تاکہ زیر جامہ کی ضرورت نہ رہے آپ کا معتقد سوانح نگار ماناسیاں بیلی بھیتی لکھتا ہے:

سامنے سے چند عورتیں آ رہی تھیں جن کے چہرے کھلے ہوئے تھے اعلحضرت نے جوان کو دیکھا تو اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔ عورتیں اس صورت حال کو دیکھ کر ہنسیں اور کہنے لگیں واہ میاں [2]

اب اعلیٰ حضرت کا جواب بھی سنئے اور حضرت کے بچپن کے ذوق پر سر دھنئے:

---

[1] العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ص ۴۷۵۔ [2] سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۱

"جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر کا مزاج خراب ہوتا ہے۔"

بریلوی حضرات نے اس جواب پر بڑے ذائقے سے یہ سُرخی قائم کی ہے : "جواب کی لذت" اور پھر بریلوی کی پوری جماعت اس جواب کی لذت میں کھو گئی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پانچ سال کا بچہ ستر کا مزاج بگڑنے سے کیسے واقف ہوگیا؟ اور نابالغ بچہ ستر کے ان حالات کو کیسے سمجھ گیا؟

آپ کے پہلے استاد مرزا غلام قادر تھے جو آپ پر دل وجان سے قربان تھے صاحب سوانح لکھتا ہے :

اعلیٰحضرت کے یہ استاد اعلیٰحضرت پر جان چھڑکتے تھے[1]

اس صورت حال نے مولانا احمد رضا کی طبیعت خاصی چلبلی کر دی تھی۔ عورتوں کے بارے میں کبھی فحش شعر بھی کہہ دیتے تھے۔ لیکن یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ انہیں شائع کیا جائے یہ آپ کی پرائیویٹ زندگی تھی آپ کے معتقد مولانا مظہر اللہ دہلوی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا کی طبیعت چلبلی تھی اور آپ عورتوں کے بارے میں فحش شعر بھی کہتے تھے۔ موصوف ایک مقام پر لکھتے ہیں :

ہو سکتا ہے کہ فاضل موصوف کی چلبلی طبیعت سے ان عورتوں کے حق میں یہ کلام صادر ہوا ہو لیکن وہ ان کو طبع نہ کرانا چاہتے ہوں اور اکثر ایسا ہوتا ہے[2] تو دوسرے کو کیا حق ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف ان کو شائع کرائے[3]

---

[1] سوانح اعلیٰحضرت ص ۳۰ [2] معلوم ہوتا ہے مفتی صاحب بھی حضرت کے ہم ذوق تھے [3] فتاویٰ مظہری ص ۳۹۲

مولانا احمد رضا کی غیر محرم سینے پر نگاہ

بریلوی لوگ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ اعلحضرت کی نظر کبھی غیر محرم پر نہ پڑتی تھی۔ اور آپ بازاری عورتوں کے ہاں آتے جاتے نہ تھے نہ ان کے آداب زندگی سے واقف تھے لیکن مولانا احمد رضا خاں کے اپنے اقرار سے پتہ چلتا ہے کہ صورت حال برعکس تھی ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

میں نے خود دیکھا کہ گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس سے نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی لے

ہمیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی لڑکی ۱۸ سال کی عمر تک ماں کا دودھ پیتی رہی ہو، اٹھارہ سال کی تو خود ماں بن جاتی ہے۔

مولانا احمد رضا اس پر تو اعتراض کر رہے ہیں کہ وہ اٹھارہ سال تک دودھ کیوں پیئے اور اپنے بارے میں نہیں سوچتے کہ وہ اٹھارہ سال کی لڑکی اور اس کی ماں کے سینے کو کیوں دیکھ رہے تھے۔ جو نگاہیں بچپن میں غیر محرم عورتوں سے بچتی ہوں وہ جوانی میں غیر محرم عورتوں کے سینوں پر کیوں جاتی تھیں یہ سوچنے کی بات ہے۔

مولانا احمد رضا خاں سے پوچھا گیا کہ طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے ہاں میلاد شریف پڑھنا کیا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا :۔

اس مال کی شرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کرائی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں۔

اور اس کے لیے کسی شہادت کی ضرورت نہیں ... مذہب مفتی پہ ہر دہ شرینی

لے ملفوظات مولانا احمد رضا خاں حصہ سوم صفحہ ۵۸

حرام نہ ہوگی [1]

مولانا کا یہ ارشاد کہ یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں، پتہ دیتا ہے کہ آپ کو ان لوگوں کا خوب تجربہ تھا چونکہ آپ ان کے خود شاہد تھے۔ اس لیے آپ کو کسی اور شہادت کی ضرورت نہ تھی آپ کا ان کے ہاں آنا جانا نہ ہوتا تو اس وثوق سے ایسے طور طریقوں کی بات کیسے کہہ سکتے تھے ؟

اس پس منظر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فحش الفاظ کا استعمال آپ کے اس ماحول کا نتیجہ تھا۔ جس میں آپ کی زندگی گزر رہی تھی ان شرمناک الفاظ پر پھر غور کیجیے اور مولانا کی ستم کیشی کی داد دیجیے۔

نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا۔ لواطت جیسی خبیث بے حیائی کام تجب ہونا حتی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں۔

یہ سب بات خدا کے بارے میں کی جا رہی ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اے مخاطب مولانا احمد رضا کی اس زبان سے ہزار بار توبہ کر پڑھتا جا شرماتا جا یہ باتیں مولانا شہید کے ذمہ تیرے رب کے بارے میں لگائی جا رہی ہیں آسمان کو حق ہے کہ زمین پر خون کی بارش برسائے اور زمین کو حق پہنچتا ہے کہ ان ناپاک الفاظ پر عذاب کا لاوا اگلے اللہ رب العزت کے حضور میں یہ گستاخی اور فحش الفاظ کی یہ بھرمار اے لکھنے والے تیرے ہی گلے کا ہار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ہر کمزوری سے بالاتر ہے۔

مولانا احمد رضا خاں بجائے اس کے کہ اپنی شریفانہ زبان پر نادم اور شرمندہ

---

[1] احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۵۔

ہوں، اپنے معترضین کے جواب میں اس بلغار اور گالیوں کی بھرمار پر فخر کرتے ہیں[1]

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

نفس کی حرکت

ایک دفعہ عصر کی نماز پڑھا کر اکیلے نماز پڑھ رہے۔ مولوی محمد حسین میرٹھی نے دیکھ لیا تو سوال کیا کیونکہ یہ نفل پڑھنے کا وقت نہ تھا اس پر مولانا احمد رضا خاں نے فرمایا:-

قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد حرکت نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا۔ چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر جا کر بند درست کرا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی[2]

نماز میں یہ حرکت نفس اسی رمضان کی بات ہے جس میں مولانا احمد رضا خاں نے چھبیس ۲۶ رمضان سے اعتکاف شروع کیا تھا۔

حضرت تھانوی رح کے بارے میں آستانہ بریلی کی زبان

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ الایمان میں تین مسئلوں کا جواب لکھا تھا۔ (۱) سجدہ تعظیمی (۲) طواف قبور (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قدر پر عالم الغیب کا اطلاق۔ اور ہر ایک پر شق وار بحث کی تھی۔ مولانا احمد رضا خاں نے اس کتاب کی ایک عبارت پر خلاف معنی مقصود اعتراض کیا اور مولانا تھانوی رح نے مزید وضاحت کے لیے رسالہ بسط البنان تحریر فرما دیا۔

حضرت مولانا تھانوی رح کے جواب سے بریلویوں کو اختلاف تھا، اختلاف ہو جانا

---

[1] حدائق بخشش حصہ دوم ص۵۸ [2] المیزان امام احمد رضا نمبر ص۲۳۳

کوئی بڑی بات نہیں لیکن ان لوگوں کے لیے فحش کلامی کسی طرح جائز نہ تھی علماء کہلانے والوں کے لیے اظہار اختلاف کے موقع پر فحش زبان کا استعمال نہایت شرمناک ہے۔

بسط البنان کے جواب میں بریلی سے ایک رسالہ وقعات السنان شائع ہوا بطور مصنف اس پر مولانا احمد رضا خاں کے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں کا نام درج ہے لیکن انداز بیان بتلا رہا ہے کہ اصل مصنف چھوٹے حضرت نہیں بڑے حضرت ہیں۔ مولانا احمد رضا حسام الحرمین میں مولانا تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کو طنزاً رسیلا لکھ چکے ہیں۔ یہی لفظ وقعات السنان میں بار بار دہرایا ہے جو بتا رہا ہے کہ یہ مولانا احمد رضا کی ہی تحریر ہے علاوہ ازیں وقعات السنان دنیزے کی مار کا دعویٰ مولانا احمد رضا کی زبان پر ہی عام رہتا تھا۔ ایک جگہ انہوں نے خود لکھا تھا:

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

وقعات السنان دنیزے کی مار، میں حضرت مولانا تھانوی کی شق وار بحث کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس (مولانا تھانوی) کی دو شقی میں اس تیسرے کا دخول [1]

اور جب اس فحش کلامی پر طبیعت کو سکون نہ ہوا تو آگے جا کر لکھا:

مسماۃ یہ تیسرا ابھی ہضم کر گئی [2]

اس سے آپ مولانا احمد رضا خاں کے ذہن اور کردار کا اندازہ کریں اور سوچیں کہ وہ کس فحش کلامی اور بے حیائی کا مرکز بنا ہوا تھا۔ بعض بریلوی کہہ دیتے ہیں کہ بڑے حضرت بے حیا نہ تھے چھوٹے تھے ہم کہتے ہیں یہ تمہارے گھر کا معاملہ ہے تم فیصلہ کرو کہ بڑے حضرت

---

[1] وقعات السنان ص ۲۵ [2] ایضاً ص ۴۵

بے حیا تھے یا چھوٹے اتنی بات اپنی جگہ حق ہے کہ حیا جاتی رہے تو ایمان قائم رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ آستانہ بریلی کے وقعات السنان کے چند اقتباس ملاحظہ کیجیے، اور بریلوی پیشواؤں کی فحش کلامی کی داد دیجیے۔

رسلیا والا بھی کیا یاد کرے گا کسی کُرّے (گدھے کے بچے) سے پالا پڑا تھا[1]

مولانا احمد رضا خاں یہاں اپنے آپ کو اس مقام فضیلت پر لا رہے ہیں کہ مولانا تھانوی کیا یاد کریں گے کسی سے پالا پڑا تھا اس سلسلہ میں خاں صاحب بریلوی کا اپنے آپ کو گدھا کہنا کس پہلو سے ان کے لیے لائق فخر ہو سکتا ہے؟ اس بے حیائی کا تصور بھی شریف انسانوں کے لیے تکلیف دہ ہے علماء دیوبند کے خلاف آستانہ بریلی کا یہ شرمناک کردار لائق صد ماتم ہے۔ پھر آگے لکھتے ہیں:۔

اب وہ کھولوں جس سے مخالف چوندھیا کر چٹ ہو جائے اور آنکھ

کھولے تو چوپٹ ہو جائے[2]

آپ غور کریں اور دیکھیں مولانا احمد رضا خاں کن لوگوں کی زبان بولتے تھے اور ان کے گھر میں کن لوگوں کی اصطلاحیں رائج تھیں اسی کتاب میں ہے:

رسلیا کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی میری ٹھہرائی پر اتر وہ دیکھوں تو اس میں

تم میری گرہ کیسے کھول لیتے ہو[3]

اس پر بھی سمجھ میں نہ آئے کہ بریلی کے یہ لوگ کس صنف کے آدمی تھے تو ذرا دل تھام کر یہ بھی پڑھ لیجیے:

اُف رے رسلیا! تیرا بھولا پن   خون پونچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے[4]

---

[1] ایضاً ص۴۹ کُرّے کا معنی ہے بچہ اسپ وخر غیاث اللغات ص۳۶۰ [2] وقعات السنان ص۴۹ [3] ایضاً ص۵۲ [4] ایضاً ص۶۰ یعنی حمل نہ ٹھہرے

ہم نے کوشش کی کہ ان عبارات کو چھوڑ دیں نہ نقل کریں اور کچھ چھوڑ بھی دیں لیکن درون خانہ تلاشی نہ لی جائے تو چور کا پتہ نہیں چلتا۔ عامۃ الناس کے حفظ ایمان کے لیے بریلویوں کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے آنا چاہیے تھا اور وہ آگیا ہاں ہم پڑھنے والے سے گذارش کریں گے کہ پڑھتا جا اور شرماتا جا اور اس قوم کی بے بسی پر آنسو بہا جس نے اس کردار اور زبان کے لوگوں کو اپنا بڑا حضرت یا چھوٹا حضرت بنا رکھا ہے۔

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ

وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

تقدیس کعبہ کیخلاف بریلویوں کی شرمناک زبان

شریف مکہ جس نے جنگ یورپ میں انگریزوں کا شرمناک ساتھ دیا تھا اور ترکوں کے خلاف بغاوت کی تھی انگریز اس کے ذریعہ حجاز پر قبضہ کرنا چاہتے تھے شیخ الہند مولانا محمود حسن تحریک خلافت کے ساتھ تھے اور مولانا احمد رضا خاں تحریک خلافت کی مخالفت میں جواب دے رہے تھے۔ اہل حق انگریزوں اور شریف کے سخت خلاف ہو چکے تھے آستانہ بریلی اس غدار شریف کے لیے بورک فی شرفہ[1] اور دامت معالیہ و بورکت ایامہ ولیالیہ[2] کی دعائیں کر رہا تھا مولانا مصطفٰے رضا خاں اس موضوع پر وعظ کہتے ہوئے کہ تم شریف مکہ کے خلاف کیوں جا رہے ہو، استدلال میں کہتے ہیں:

شریف نے باب کعبہ معظمہ پر اپنے گھوڑے کو سیٹی دے کر کب پیشاب،
پاخانہ کرایا[3]

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ تقدیس کعبہ کے خلاف ان کی یہ زبان ان کے ایمان کا جنازہ

[1] ٹائیٹل رسالہ حجۃ واہرہ [2] حجۃ واہرہ ص۲۲ مطبوعہ حسنی پریس بریلی [3] حجۃ واہرہ ص۲۸

نشان ہے اب تک یہ لوگ وہاں جاکر وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ظالم قلم کو کعبہ معظمہ کے ساتھ پیشاب پاخانے سے کم کوئی لفظ نہیں ملتا تھا؛ کیا اتنے بڑے جرم سے کم کوئی جرم ہی نہیں جس کی وجہ سے شریف کی مخالفت ہو سکتی ہو، وہ باب کعبہ اور مقام ملتزم جہاں ہر وقت خدا کی رحمت برستی ہے اور حجاج کرام ملتزم سے چمٹ چمٹ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، وہاں کے بارے میں اتنا ناپاک تصور مولانا مصطفےٰ رضا خاں نے کیسے قائم کر لیا ٹھیک ہے جب دیانت جاتی رہے تو دین بھی جاتا رہتا ہے یہ تقدیس کعبہ سے کھیلنے والے اور مکہ و مدینہ پر کافروں کا قبضہ بتلانے والے کیا یہ بھی مسلمان کہلانے کا حق رکھتے ہیں؛ پڑھتا جا اور شرماتا جا کے سوا ہم ان کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں۔

ام المومنین کیخلاف بریلویوں کی شرمناک زبان

کعبہ تمام آبادیوں کی ماں[1] ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ تمام مومنین کی ماں ہیں[2] جو گستاخ اور بے ادب لوگ کعبہ معظمہ کے بارے میں مذکورہ ناپاک الفاظ استعمال کر سکتے تھے۔ انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں گستاخی کرنے سے کیا باک ہو سکتا تھا۔ مولانا احمد رضا خاں، حضرت ام المومنین کے بارے میں کہتے ہیں اور مولانا حشمت علی کے بھائی مولانا محبوب علی کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار بڑی احتیاط سے مولانا احمد رضا خاں کے بیاض سے نقل کئے تھے[3]:

تنگ وچست ان کا لباس اور وہ جوبن کی ابھار　　مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت　　کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر[4]

---

[1] پ۷ الانعام ع۱۱ ۔ ام القری ومن حولها [2] پ۲۱ الاحزاب ع۲
[3] فتاوی مظہری ص [4] حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۷

کپڑا اتنا تنگ ہو کہ کچھ کچھ پھٹنے کے قریب ہو، اس کا اس طرح کھنا مسکنا کہلاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لباس کا یہ شرمناک تصور کیا معمولی غلطی ہے؟ بریلوی مولانا احمد رضا خاں کی غلط رہنمائی میں اتنے بہک چکے ہیں کہ انہیں یہ شرمناک گستاخی بھی معمولی نظر آتی ہے۔ بریلویوں کے مفتی مظہر اللہ صاحب کی شرمناک تاویل دیکھئے:۔

اس معمولی غلطی کو جو شرعاً قابل گرفت نہیں ان کی (حضرت عائشہ کی) ذات کریمہ معاف نہ فرمائے گی؟ اور فرض کیجئے وہ معاف نہ فرمائیں گی تب بھی مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ؟ کہ یہ معاملہ ایک خطا کار بچہ اور اس کی شفیق ماں کا ہے [1]

مفتی صاحب! یہ معاملہ صرف گستاخ بچے کی ماں کا نہیں سب مسلمانوں کی ماں کا ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں مسلمانوں کا اس سے کیا علاقہ؟ یہ منہ زوری اور سینہ زوری۔ آپ چاہتے ہیں کہ بریلوی جو چاہیں کریں مسلمان انہیں کچھ نہ کہیں عذر گناہ بدتر از گناہ کی اس سے بدتر مثال شاید ہی کہیں نظر سے گزری ہو۔

بعض اوقات بریلوی لوگ مغالطہ دیتے ہیں کہ ان توہین آمیز اشعار سے مرتب "کلام مولانا احمد رضا خاں" توبہ کر چکے ہیں یہ جواب کافی نہیں انہیں مولانا احمد رضا کا اپنا توبہ نامہ پیش کرنا چاہیے مرتب حدائق بخشش حصہ سوم کی توبہ کافی نہیں اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور کسی بریلوی عالم نے ان اشعار سے لاتعلقی نہ کی تھی اور جب مرتب کلام مولانا احمد رضا خاں، مولوی محبوب علی خاں برادر مولوی حشمت علی خاں کو امامت سے علیحدہ کرنے لگے تو انہوں نے ایک توبہ نامہ شائع

[1] فتاوٰی مظہری ص ۳۸۸

کر دیا۔ یہ کب ہوا؟ جب ان اشعار کو شائع ہوئے چالیس سال گزر چکے تھے اب آپ خود سوچیں اس توبہ نامہ کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے بریلویوں کی تحریریں کیا ہیں، پڑھتا جا اور شرماتا جا اور اس قوم کی حیاسوز سرگرمیوں پر آنسو بہاتا جا۔

حضور رسالت مآب کے بارے میں شرمناک گستاخی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں بھی بشر (انسان) ہوں، مگر مجھ پر وحی آتی ہے خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ تم مجھ پر ایمان لاؤ اور میری پیروی کرو میں تمھیں سیدھی راہ لے جاؤں گا۔

آنحضرت ؐ کے اس اعلان کو کہ میں بھی بشر ہوں بریلوی (معاذاللہ) ایک شکاری کا جال سمجھتے ہیں۔ بریلویوں کا مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے:

میں تمھاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے[1]

اس بات کا مطلب یہ ہوا کہ گویا حضورؐ دنیا میں ایک شکاری کا کردار ROLE ادا کرنے آئے تھے جس طرح شکاری کا ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور باطن کچھ اور اسی طرح معاذاللہ آپ کا بھی ظاہر کچھ اور تھا اور باطن اور۔ شکاری دانہ پھینکتا ہے اور خیر خواہ بنتا ہے مگر کامیاب ہو کر وہ شکار پر چھری چلاتا ہے۔ آنحضرت ؐ کو اس طرح شکاری قرار دینا بریلویوں کی سخت گستاخی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان بشریت کے بارے میں یہ شرمناک زبان استعمال کرنا اور اسے ایک مداری کا کھیل سمجھنا انتہائی لائق افسوس عقیدہ ہے

[1] جاء الحق ص ۱۶۷

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں شرمناک زبان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی، اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے امام مسلم رح ۲۶۱ھ نے اپنی صحیح میں اسے ایمانیات میں جگہ دی ہے۔ آپ اپنی آمدِ ثانی پر شریعتِ محمدی پر عمل پیرا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو تورات و انجیل سکھائی تھی اسی طرح آپ کو قرآن و حدیث (کتاب وحکمت) بھی سکھائے ہوئے ہوں گے۔ قرآن کریم میں ہے:

ویعلمه الکتب والحکمة والتورٰة والانجیل [1]

ترجمہ: اور سکھائے گا اللہ اسے قرآن وحکمت اور توراۃ اور انجیل۔

تورات وانجیل کے علم یافتہ پیغمبر کے بارے میں بریلوی زبان ملاحظہ کیجیے:

ملا نظام الدین جو بریلویوں کے ہاں پانچ بڑے علماء میں سے ایک تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں لکھتا ہے:

دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔ امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لیے ان کا دوبارہ آنا تلافیٔ مافات ہے [3]

متکلمین علماء دیوبند کے خلاف شرمناک زبان	مولانا احمد رضا خاں کی مشہور کتاب خالص الاعتقاد کی

---

[1] پ ۳ آل عمران ع ۵ [2] بریلویوں کے پانچ علمایہ ہیں: مولوی احمد رضا خاں۔ مولوی حامد رضا مولوی نعیم الدین مراد آبادی۔ مولوی سردار احمد لائل پوری۔ ملا نظام الدین ملتانی۔

[3] انوار شریعت جلد ۲ صہ ۳۸

تمہید میں ان علماء کے بارے میں جو اکابر دیوبند کی طرف سے مناظرہ کرنے آئے لکھا ہے :-

منکلمین طائفہ نے وہ چک پھیریاں لیں[1] وہ اڑان گھائیاں جن کا بیان رسالہ الاستناع بذوات القناع[2] سے ظاہر ہے۔ شریفہ ظریفہ رشیدہ رمیدہ[3] نے اپنے اقبال وسیع[4] سے ان کے ادبار[5] پر ضیق کو فراخی[6] حوصلہ کی لے سکھائی ہے کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے خصموں[7] کی "ایک ایک کتاب" کا جواب لکھ دیں[8]۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے مولوی احمد رضا خاں کی کتاب حسام الحرمین کے خلاف شہاب ثاقب لکھی تو ان کے بارے میں تحریر فرمایا :

ان میں کوئی نئی نویلی - حیادار شرمیلی - بانکی نکیلی - میٹھی رسیلی - اچپل البیلی چنچل انیلی اجودھیا باشی (مولانا حسین احمد کے گاؤں کی طرف اشارہ ہے) آنکھ یہ تان لیتی اوپچی ہے کہ ع ناچنے کو جو نکلے تو کہاں گھونگٹ۔

---

[1] پچھلے حصے کو ناچ میں گھمانا اسے چک پھیریاں لینا یا چکی گھمانا کہتے ہیں [2] باپردہ عورتوں سے متعہ کرنا یا مزے لینا [3] مولانا اشرف علی کو ظریف عورت اور حضرۃ مولانا رشید احمد مرحوم کو "بھاگ گئی عورت" کہا ہے [4] عام کھلی قبولیت کہ جو چاہے آئے [5] ادبار جمع دُبر کی یہ پچھلے حصے کو کہتے ہیں "پر ضیق" نہایت تنگ گزار چوڑ [6] کھل جانا [7] یہ عورتیں جلدی جلدی اپنے خاوندوں کو فارغ کرتی جائیں اس سیاق وسباق میں خصم کا ذو معنی لفظ اپنے معنی معین کر رہا ہے اس بے حیا عبارت پر ان لوگوں کا ذوق درونی انتہائی لائق نفرین ہے، بس پڑھتا جا اور شرماتا جا [8] تمہید خالص الاعتقاد ص۱۰ مطبع حسنی بریلی۔

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اس کا نام شہاب ثاقب رکھا[1]

آپ سوچیں یہ زبان کیا کسی شریف انسان کی ہو سکتی ہے؟ چہ جائیکہ کوئی مذہبی پیشوا اس زبان میں بولتا ہو پھر حضرت مولانا تھانویؒ کے بارے میں لکھا ہے:

وہ تین توڑے[2] دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے آپ کی مہر دہن تو جب ٹوٹے

کہ کچھ گنجائش سوجھے[3]

بریلوی جماعت کے مولانا ابو الطاہر محمد طیب دانا پوری جن کی کتاب تجانب اہل السنۃ مولوی حشمت علی کی تصدیق سے مزین ہے۔ آپ اپنی کتاب قہر القادر میں تحریک خاکسار کو مسلم لیگ کی بیٹی قرار دے کر اس پر چڑھنے کا اعلان کرتے ہیں۔ خاکساروں کیطرف سے ایک تحریر "خاکسار مجاہد کا پیغام" پیلی بھیت کے نام شائع ہوئی تھی اس کے بارے میں مولانا دانا پوری کی شرمناک زبان ملاحظہ ہو:

خاکسار مجاہد والی تحریر کی ابھی تک سیرابی نہیں ہوئی (اسے پانی نہیں ملا) اس لیے اب اس کو دوسری کروٹ لٹاتا ہوں اور برق بار خارا شگاف (پتھر میں سوراخ کر دینے والے) قلم کو جولانی (اچھلنے) کا حکم دیتا ہوں۔

فاقول وعلی الخاکساریۃ بنت اللیگیۃ اصول[4]

مسلمانو! غور کریں بد قسمت قوم کو یہ مذہبی پیشوا ملے ہوں وہ ہر وقت تفریق بین المسلمین کے گن نہ گائے تو اور کیا کرے۔

دانا پوری صاحب کی شریفانہ زبان کی ایک جھلک اور دیکھئے علماء دیوبند

---

[1] ایضاً ص۱۵ [2] کس قدر شرمناک اشارہ ہے [3] رماح القہار علی کفر الکفار ص۱۰ [4] قہر القادر علی الکفار اللیاڈر ص۲۹ آخری عربی فقرے کا ترجمہ یہ ہے "میں یہ کہتا ہوں اور مسلم لیگ کی بیٹی تحریک خاکسار پر چڑھتا ہوں۔ استغفر اللہ توحید سے محروم لوگ بے حیائی میں کہاں تک جا پہنچے۔

کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جورو اور اماں دونوں ایک ۔ تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک ۔ گوبر اور حلوہ دونوں ایک ۔ فیرنی اور پاخانہ دونوں ایک ۔ تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک .... حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ ۔ شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ [1]

تمام سیاسی لیڈروں کیخلاف شرمناک زبان

اس فحش نگاری کے ساتھ گالیوں کی مشق بھی ملاحظہ ہو :

آج ہر وہ لیڈر مظلم لیگی (مسلم لیگ کی طرف اشارہ ہے) ہو یا کانگریسی ۔ احراری ہو یا خاکساری ۔ رافضی ہو یا مرزائی ۔ وہابی ہو یا دیوبندی .... یہ خبثا کتوں کی طرح دُم دبا کر بھاگتے ہیں [2]

مولانا احمد رضا خاں کے آستانۂ بیعت مارہرہ شریف نے قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں بھی یہی زبان استعمال کی تھی :

کیا کوئی سچا مسلمان کسی کتے کو اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائداعظم سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا حاشا وکلا ۔ ہرگز نہیں [3]

موصوف کو مسلم لیگ یا قائداعظم سے اختلاف کرنے کا حق تھا یہ اختلافی سیاسی بھی اور مذہبی بھی ہو سکتا ہے ۔ لیکن ایک قوم کے ایک مقتدر رہنما کے خلاف نام لے کر یہ شرمناک زبان استعمال کرنا اور قائداعظم کو دوزخیوں کا کتا قرار دینا کوئی شریف

---

[1] تجانب اہل السنہ ص ۳۲۸ [2] قہر القادر ص ۲۵ [3] مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص ۴

آدمی اس کی تائید نہ کر سکے گا۔ اے مخاطب ان الفاظ کو پڑھتا جا اور شرماتا جا اور اس قوم کی بے بسی پر آنسو بہاتا جا۔

قرآن کریم کے مقابل بریلویوں کی شرمناک زبان

معلوم نہیں بریلویوں کی زبان پر کتے کا لفظ اتنی جلدی کیوں آجاتا ہے پاکستان میں مولوی محمد عمر اچھروی' مولانا احمد رضا خاں کی اس زبان کے خاص نمائندے تھے آپ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی ایک عبارت کا جواب دیتے ہوئے الزاما لکھتے ہیں زبان کی شرافت ملاحظ ہو:۔

مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ۔ آؤ۔ کرتا پھرے [1]

حضرت مولانا تھانوی یہ مضمون بیان کر رہے تھے کہ مطلق غیب (جسے غیب کہہ سکیں) ہر مخلوق کو کسی نہ کسی درجے میں حاصل ہے اس میں اس کی نوع اور مقدار کی بحث نہ تھی۔ انبیاء علیہم السلام کے بلند پایہ علوم اور ہر کس وناکس کے بعض غیوب جاننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن بعض غیب کا لفظ دونوں کو جامع ہے وہ اس زیادہ پر اور اس تھوڑے پر مطلق غیب کی حیثیت سے برابر استعمال ہو سکے گا۔ مولانا کی مراد دونوں کے علم کی برابری نہ تھی۔

مولوی محمد عمر کو حضرت تھانوی کے استدلال سے اختلاف ہو سکتا تھا لیکن مولوی صاحب نے اس استدلال کا جواب دینے کی بجائے ایک اور قرآن کا جو تصور پیش کیا اس پر علم و شرافت سٹ پٹا اٹھتے ہیں۔ ان الفاظ کو دیکھیں اور سوچیں کہ لکھنے والے میں کسی درجے

[1] مقیاس حنفیت صہ ۲۱۱

میں بھی انسانیت تھی ؟

"کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے"

یاد رکھئے قرآن کریم صرف ایک ہے اور وہی ہے جو سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اور کوئی دوسرا قرآن نہیں، نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ کسی اور قرآن کا تصور پیش کرے۔ یہ اعتقاد کہ کسی کتے پر بھی کوئی اور قرآن اترا تھا کفر کا عقیدہ ہے۔ قرآن کے ذکر کے ساتھ یہ شرمناک زبان استعمال کرنا قرآن کریم کی صریح توہین اور ایک مستقل وجہ کفر ہے۔

جو لوگ قرآن پاک کے مقابل یہ زبان استعمال کر سکتے ہیں ان کی مختلف مسلک رکھنے والے لوگوں کے خلاف زبان کس طرح بے لگام چلتی ہو گی۔ اس کا ایک نمونہ ذیل میں دیکھئے :-

او مرتد نانوتوی ! او بے ایمان چکڑالوی ! او بے دین نیچری !
او بد دین گاندھوی ! او رلامذہب احراری ! او اکفر الناس خاکساری!
او گمراہ لیگی ! تم سب صحابہ و تابعین و حضرات مفسرین و ائمہ دین و
اجماع مسلمین کے بتائے ہوئے معانی ضروریہ دینیہ کے خلاف اپنے جی
سے جدید معانی کفریہ گھڑ کر اسلام سے خارج ہو گئے [1]

جب سب علماء اور سیاسی کارکن کافر ٹھہرے تو مسلمان کون بچا ؟
امت کو مار ڈالا کافر بنا کر اسلام ہے بڑ میچو ممنوں بہت تمہارا

غیر تو غیر رہے مولانا احمد رضا خاں کے اپنے حلقہ عقیدت میں گروہ بندی ہوئی تو مولوی حشمت علی خاں نے مدنی میاں اور ہاشمی میاں کے باپ کچھوچھوی صاحب کے

---

[1] قہر القادر ص ۱۸

خلاف فتوئے کفر چسپاں کر دیا، کچھوچھوی صاحب کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے فاروقیہ مسجد کے دیوبندی امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی تھی [1]

یہاں بریلویوں کی تکفیری مہم زیر بحث نہیں یہ ایک ضمنی بات تھی موضوع کلام بریلویوں کی زبان ہے علماء دیوبند اور سیاسی رہنماؤں کے خلاف ہی یہ شرمناک انداز نہیں حضرۃ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بارے میں بھی ان کی زبان دیکھئے مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں :-

اور سب سے بڑھ کر پتھر کے دامن تک جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے لیے سانپ کے منہ کی چھچھوندر کہئے تو بجا ہے [2]

بریلویوں کے دو گروہ حسینی سنی اور یزیدی سنی

کلکتہ سے ان کا ایک پرچہ سنی کلکتہ نکلتا تھا اس کے سالنامہ میں یہ خبر تھی :- ملک ہند کی حکومت کے باشندوں میں جو سنی مسلمان ہونے کے مدعی ہیں ان کی تقسیم بھی دو گروہوں میں ہے (۱) حسینی سنی (۲) یزیدی سنی۔ یزیدی سنیوں کے مرکزی اتحاد و اتفاق کا دور حاضرہ میں نام آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ مشہور ہو گیا ہے جس کے کرتا دھرتا مولوی مشتاق (الہ آبادی) اسرار الحق مظفر حسین کچھوچھوی وغیرہ سنی ہیں [3]

وجہ اختلاف

یزیدی بریلویوں میں اڑیسہ کے رئیس مولوی حبیب الرحمٰن بھی تھے۔ ان کی بیٹی مہر النساء اس اختلاف کا مرکزی کردار تھی یہ مہر النساء کنہیا لال گھوش جی کے ہاں رہتی تھی۔ اور اس کے ان سے دو بچے بھی تھے جن کے دو دو نام

[1] دیکھئے ستر باب سوالات مرتبہ مولانا حشمت علی خاں صـ [2] خالص الاعتقاد صفحہ ۵۷ [3] سالنامہ قدیم سنی کلکتہ صـ ۵۷

تھے ایک ہندوانہ اور ایک مسلمانوں کا سا۔ حسینی بریلوی مطالبہ کرتے تھے کہ بریلوی علماء مہر النساء کے گھر آنا جانا چھوڑ دیں مگر ان کے ہاں کی رئیسانہ مہمان نوازی انہیں اس پر عمل کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔

مولوی مشتاق احمد نظامی ایڈیٹر "پاسبان" الٰہ آباد یزیدی بریلویوں میں سے تھے انہوں نے پاسبان ماہ جنوری ۱۹۶۱ء میں اسی مہر النساء کا ایک مضمون بعنوان عورت اور پردہ شائع کیا اور موصوفہ کی ناموس کی حفاظت کے لیے ایک قدم اٹھایا۔ حسینی بریلویوں نے مولوی مشتاق احمد الٰہ آبادی، مظفر حسین کچھوچھوی اور ارشد القادری کو دو ہزار روپے کے انعامی چیلنج سے للکارا کہ تم اس شرمناک واقعہ کا انکار کرو اس اعلان کی عبارت یہ ہے:

"کنھیا لال گھوش تاجر ہندو بنگالی اور اس کی داشتہ مہر النساء اور ایڈیٹر پاسبان الٰہ آباد اور مظفر حسین کچھوچھوی وغیرہم کا جو مختصر واقعہ بیان میں آیا ہے اگر اسے کوئی غلط، یا بہتان یا صریح جھوٹ ثابت کرے تو ہم غربا انجمن محافظ اہل سنت (بہار) کی طرف سے دو ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔"[1]

ہمیں ان حضرات کے درونِ خانہ حالات اور مہمان نوازیوں سے بحث نہیں تاہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے فحش امور کے اشتہارات عام پبلک میں لانا اس میں کون سی اسلامی خدمت اور بزرگانِ دین کی عقیدت لپٹی تھی اور پھر ان اختلافات میں ان لوگوں نے جو زبان استعمال کی کیا یہ اسی فحش گوئی کا ثمرہ نہیں جسکے گولے یہ سب مل کر اہلِ حق پر پھینکتے رہے۔ اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

[1] یہ انعامی اشتہار ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا تھا۔

ان فحش امور کا ارتکاب اور اشتہار ایسی داستان ہے کہ بس پڑھتا جا اور شرماتا جا۔ مولانا احمد رضا خاں کے اس ذوقِ درونی کے مظہر مولانا حشمت علی گو اس مہم میں یزیدی بریلویوں کے خلاف تھے، لیکن ان کا اپنا ذوق بھی چھپا نہ رہ سکا۔ ۱۳۵۵ھ میں ان کا حضرت مولانا محمد منظور نعمانی سے مناظرہ ہو رہا تھا کہ بے محابا گویا ہوئے: "مَیں آپ کا پُرانا خصم ہوں اور آپ مجھے خوب جانتے ہیں"۔[1]

مولانا حشمت علی اور مولانا احمد رضا خاں کے آستانہ بیعت مارہرہ شریف کی معتقد ایک تحریر ملاحظہ کیجیے۔ پڑھتے جائیے اور شرماتے جائیے۔ حزب الاحناف ہند کے مولانا ابو الطاہر دانا پوری اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تمھاری جورو اور ماں دونوں ایک ــــ تمھارا باپ اور بیٹا دونوں ایک۔ گوبر اور حلوا دونوں ایک ــــ فیرنی اور پاخانہ دونوں ایک ــــ تمھارا منھ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک ــــ تمھاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضا اور غیر مردوں کے بدن[2] دونوں ایک[3]۔

آگے چل کر پھر یہی گردان کرتے ہیں:

حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ۔ شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔ اپنی ماں بہن بیٹی جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے "الوقف فی سبیل الشیطان" کا سائن بورڈ لکھوا کر بر سرِ میدان پھراؤ[4]۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹے موٹے حروف میں وقف فی سبیل ابلیس[5] کا بلا لگوا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کے لیے خود بھی وقف ہو جاؤ اور اپنی ماں بہن بیٹی جورو کو اپنی توحید کی تبلیغ کے لیے وقف

---

[1] مناظرہ سلانوالی ص ۱۶ [2] بدن سے مراد یہاں عضوِ خاص ہے۔

[3] تجانب اہلِ سنّت ص ۴۲۸ [4] یعنی زنا کے لیے عام لوگوں کو پیش کرو [5] مراد ہے کہ اپنے آپ کو لواطت کے لیے پیش کرو

کراؤ۔ آخر بابیوں کی قرۃ العین نے بھی تو برقع اٹھا کر مردوں عورتوں کو بابیت کی تبلیغ کی تھی۔ اور امتِ لیگیہ[1] کے سیاسی پیغمبر مسٹر جناح نے بھی اپنے لیگی امتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کے بے حد دلچسپی لینے کے لیے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں[2]

مولانا احمد رضا خاں کا یہ ذوقِ درونی ان کے مظہر مولانا حشمت علی خاں میں پوری طرح کارفرما تھا۔ ان کے بعد مولانا ابو الطاہر دانا پوری فاضل حزب الاحناف ہند ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے بعد مولوی محمد عمر اچھروی نے اس فن میں کمال پیدا کیا جلسوں میں آڑ آڑ کی آوازیں نکال کر عوام کو ہنسایا کرتے تھے[3]۔ آپ کی مراد یہ ہوتی تھی کہ کتایوں میں بھونکتا ہے اور آپ اس کی نقل اتار کر راحت محسوس کرتے تھے۔

حضرات قارئین کرام! یہ ان لوگوں کی اخلاق باختگی ہے جو آج اپنے آپ کو اہلِ سنت کا سوادِ اعظم کہتے ہیں۔ حاشا وکلا یہ لوگ اپنے اس کردار کے ساتھ ہرگز اہلِ سنت نہیں۔ ان کی زبان بتا رہی ہے کہ یہ کس قماش کے لوگ تھے۔ آپ ان کی تحریریں پڑھتے جائیں۔ نظریں شرم سے جھکی رہیں گی۔ یہ اس قوم کا المیہ ہے جس نے آج بزرگوں کی محبت کے نام سے یہاں بھی اور برصغیر پاک و ہند میں بھی تفرقہ و فساد کی آگ تیز کر رکھی ہے۔ ہم ان کی اس شرمناک زبان کے خلاف قوم کی عدالت میں ایک استغاثہ دائر کر رہے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس قماش کے لوگ کیا کسی فریق کے مذہبی پیشوا ہو سکتے ہیں؟

---

[1] مسلم لیگ کے بارے میں غلط ہے کہ وہ کوئی علیحدہ امت تھی اور یہ بات بھی غلط ہے کہ قائد اعظم اپنے جلسوں میں عورتوں کو سامانِ کشش کے طور پر لوگوں میں لانے کی تلقین کرتے تھے [2] دیکھیے مقیاسِ حنفیت ص۲۱۱

ڈاکٹر اقبال مرحوم مسلمانوں کی اس فرقہ بندی سے سخت نالاں تھے۔ غیر مسلموں کی ترقی اور مسلمانوں کی فرقہ بندی ان کے سامنے قوم کا ایک تقابلی کردار تھا۔

قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
راہرو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
ان کی آزادی بھی دیکھ ان کی گرفتاری بھی دیکھ

مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مولانا دیدار علی الوری نے جب ڈاکٹر اقبال کو کافر قرار دیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا:-

گر فلک در اور انداز د ترا — اے کہ مے داری تمیز خوب و زشت
آدمیت در زمین لے جو — آسماں ایں دانہ در الور بکشت

اے مخاطب! اچھے بُرے کی پہچان رکھنے والے!! اگر قسمت تجھے کبھی الور لے جائے (تو بریلویوں کے ماحول میں پہنچے) تو اس زمین میں انسانیت کی تلاش نہ کرنا۔ آسمان نے یہ دانہ ان کی (بریلویوں کی) زمین میں بویا ہی نہیں۔

اندکے باتو گفتم ولیک ترسیدم
کہ آزردہ دل نشوی ورنہ سخن بسیار است

WRITTEN BY
MR. HAFEEZ-UR-REHMAN, LAHORE, (PAKISTAN).

عصری تقاضے پر دیگر گرانقدر دینی تالیفات!

۱:۔ نماز کا مقام توحید ۔ سائز ۲۲×۱۸/۸ صفحات ۶۴
اس میں مولانا اسمٰعیل شہید کی طرف منسوب ایک عبارت کی وضاحت کی گئی ہے

۲:۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ۔ سائز ۲۲×۱۸/۸ صفحات ۱۰۴
اس میں حضرت شہیدؒ کی زندگی عقائد اور مسلک پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے

۳:۔ عالم الغیب ۔ سائز ۲۲×۱۸/۸ صفحات ۶۴
اس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ایک عبارت کی وضاحت کی گئی ہے۔

۴:۔ تقدیس حرمین ۔ سائز ۳۰×۲۰/۱۶
اس میں بریلویوں کی مرکز اسلام کے خلاف اعتقادی بغاوت کا دلسوز تذکرہ ہے۔

۵:۔ علم جنّات وملٰئکہ ۔ سائز ۲۲×۱۸/۸
اس میں حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کی ایک عبارت کی وضاحت کی ہے

۶:۔ آثار التنزیل ۔ ۲۲×۱۸/۸ صفحات قریباً ۳۰۰ قرآن کے موضوع پر علامہ خالد محمود صاحب کے ۱۵ مضامین کا مجموعہ

۷:۔ بڑھتا جا شرماتا جا ۔ ۲۲×۱۸/۸ بریلوی کی تیز زبانی کے خلاف قوم کی عدالت میں ایک استغاثہ۔

۸:۔ بریلویوں کا چالیسواں ۔ ۲۲×۱۸/۸ ڈربن ساؤتھ افریقہ میں بریلویوں کے چالیس اعتراضات کے جوابات۔